

امام بخاریؒ کا فرقہ جہمیہ اور فرقہ معتزلہ کے بارے میں موقف
” صحیح بخاری کی کتاب التوحید کی روشنی میں “

**IMAM BUKHARI'S STANCE ON THE JAHAMIYYAH SECT
AND THE MU'TAZILAH SECT: "IN THE LIGHT OF SAHIH
BUKHARI'S BOOK OF AL-TAWHEED"**

* Abdul haq

** Dr. Gulzada

ABSTRACT

Imam Bukhari's Sahih Bukhari has been blessed with the honour and acceptance by Allah; perhaps no other human book in the world has received this honour, because Sahih Bukhari is a comprehensive collection of tafseer, hadiths, and their titles and application in conflicting traditions, under different names. They are written in different descriptive ways. But there is still room to write about the beliefs and knowledge of religion on Sahih Bukhari. This is because Imam Bukhari has a different mujtahidan perspective in the science of theology, like jurisprudence, interpretation and hadith, and he also presents his innovative thought without fear and danger. For this reason, if Sahih Bukhari is viewed from the point of view of theological discussions, hundreds of such theological issues can be deduced from "Kitab ul-Tawheed" which can be used to summarize centuries of controversial discussions in a few moments. One of the important issues is Imam Bukhari's stance about the Jahamiyyah sect and the Mu'tazila sect, that Imam Bukhari rejects the beliefs of these sects in Sahih Bukhari's Kitab ul-Tawheed and proves these beliefs wrong, or supports the beliefs of these sects and presents an argument for their validity.

Therefore, the aim of writer in this article will be to clarify the position of Imam Bukhari regarding the Jahamiyyah sect and the Mu'tazila sect in the light of Sahih Bukhari's Kitab ul-Tawheed.

Keywords: Sahih Bukhari's, Kitabul Tawheed, Jahamiyyah, Mu'tazila.

تعارف موضوع

امام بخاریؒ کا شمار اُن قد آور شخصیات میں سے ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تصانیف و مضامین کے ذریعے سے فرقہ باطلہ کا راستہ روک کر اُن کے لیے سدِ سکندری بنے۔ امام بخاریؒ کی تصانیف میں سب سے عظیم الشان تصنیف 'صحیح بخاری' ہے جس کی کتاب الایمان میں آپؒ

*Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar.

**Assistant professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar.

نے فرقہ اور کتاب التوحید میں فرقہ جہمیہ و معتزلہ پر رد کیا ہے اور کتاب التوحید وہ کتاب ہے جس پر امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری کو ختم کیا ہے، جس میں فرقہ جہمیہ و معتزلہ پر رد میں قرآن و سنت کے اُن نصوص کے ذکر پر اکتفا کیا ہے جن سے فرقہ جہمیہ اور معتزلہ کے عقائد کے باطل ہونے پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔^۱

فرضیہ تحقیق

- i. موجودہ زمانے میں فرقہ واریت کے خاتمہ اور تمام اسلامی فرقوں میں مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں ذکر کردہ عقائد سے کس انداز میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔
- ii. صحیح اور اسلامی عقائد کو پروان چڑھانے کے لیے صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں ذکر کردہ اصولوں کو بروئے کار لا کر صحیح اور فرقہ باطلہ میں تمیز کی جاسکتی ہے یا نہیں۔

سابقہ لٹریچر کا جائزہ:

- امام بخاری کی صحیح بخاری پر بہت زیادہ کام ہو چکا ہے جن میں سے چند تحقیقی مضامین یعنی آرٹیکل مندرجہ ذیل ہیں:
- i. "الجامع الصحیح میں امام بخاری کی فقہت تراجم ابواب کی روشنی میں" یہ عبدالغفار اور ہدایت علی رانا کا مشترکہ آرٹیکل ہے جو پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ سے ۲۰۱۱ء کو شائع ہوا تھا۔
 - ii. "الجامع الصحیح کے تراجم ابواب میں امام بخاری کا منہج و اسلوب" یہ بھی عبدالغفار کا آرٹیکل ہے جو القلم سے جون ۲۰۱۱ء کو شائع ہوا تھا۔
 - iii. "صحیح بخاری میں امام بخاری کے اصول حدیث: تحقیقی مطالعہ" عبدالغفار اور تنویر قاسم کا مشترکہ آرٹیکل ہے جو پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ میں ۲۰۱۵ء کو شائع ہوا تھا۔
- لیکن صحیح بخاری کی کتاب التوحید پر فرقہ جہمیہ و معتزلہ کے عقائد کے اعتبار سے اب تک کام نہیں ہوا ہے اس وجہ سے اس بات کو ذیل میں واضح کیا جائے گا۔

صحیح بخاری کی کتاب التوحید کا تعارف:

امام ابو القاسم تمیمی کتاب الحجۃ میں فرماتے ہیں:

"توحید مصدر ہے باب تفعیل سے اور "وَحَدَّثُ اللّٰهَ" کا معنی ہے: میں نے اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات کے ساتھ ایسا تنہا اور ایک یقین کیا کہ نہ اُس جیسا کوئی ہے نہ ہو سکتا ہے"^۲

کتاب التوحید کل ۵۸ ابواب پر مشتمل ہے، جن میں صرف پندرہ ابواب ایسے ہیں، جن کا عنوان قرآنی آیات نہیں، بلکہ کسی حدیث کا کلمہ، یا ذاتی و انفرادی رائے پر مشتمل الفاظ ہیں۔

علم کلام سے متعلقہ اکثر مباحث کو امام بخاری نے "کتاب التوحید" میں جمع کیا ہے، جس سے امام بخاری کا مطمح نظر باری تعالیٰ کا تعارف

کرنا ہے اس وجہ سے کتاب کا نام "کتاب التوحید" رکھا ہے لیکن "کتاب التوحید" میں مذکور زیادہ تر ابواب، باری تعالیٰ کے اسماء و صفات اور فرق باطلہ کے عقائد پر رد سے متعلق ہیں جس کی وجہ سے کتاب التوحید کے نام میں شرح حدیث کا اختلاف ہے۔ علامہ نسفیؒ اور اکثر شرح نے فربریؒ سے اس کتاب کا نام صرف "کتاب التوحید" نقل کیا ہے اور علامہ مستملیؒ نے "الرد علی الجہمیۃ" وغیرہم "کا اضافہ کیا ہے جبکہ علامہ ابن بطلالؒ اور ابن التینؒ نے "کتاب رد الجہمیۃ وغیرہم التوحید" کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔^۳

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ بعض نسخوں میں اس کتاب کا عنوان یوں درج ہے: "کتاب التوحید ورد الجہمیۃ"^۴

فرقہ جہمیہ کا تعارف:

یہ فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے بایں وجہ آپ کے تبعین کو جہمیہ کہا جاتا ہے۔ جہم کوفہ کا باشندہ تھا اور فصاحت و بلاغت میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ جہم کے عقائد میں فساد کا سبب یہ ہوا کہ اہل بدعت میں سے کسی نے اُس سے کہا کہ جس خدا کی تو عبادت کرتا ہے اس کو ہمارے سامنے واضح کرو، جس پر جہم نے روپوشی اختیار کی اور کچھ دنوں کے بعد نکل کر کہا:

"هُوَ هَذَا الْهَوَاءُ مَعَ كُلِّ شَيْءٍ"

"خدا ہوا ہی ہے جو ہر چیز کے ساتھ لگی ہوئی ہے"^۵

جہمیہ کے عقائد سے متعلق جتنے بھی متکلمین نے تصانیف تحریر کی ہیں تمام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جہمیہ صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے تھے اور اسی انکار کی وجہ سے اُن کی نسبت تعطیل کی طرف ہو گئی۔ ذیل میں اُن کے بعض عقائد قارئین کی نذر ہیں۔

- i. جہم کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا تھا۔^۶
- ii. جہم نے بندوں کے اعمال میں اجبار اور اضطرار کا عقیدہ اپنایا اور کہا کہ تمام افعال کا فاعل حقیقی ذات باری تعالیٰ ہے بندہ کا کوئی فعل نہیں البتہ جہاں جہاں فعل کی نسبت بندہ کی طرف ہوئی ہے تو وہ مجازاً ہے، قطع نظر اس بات سے کہ بندہ اس فعل کا فاعل ہے یا کچھ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔
- iii. جہم نے باری تعالیٰ کی صفت علم کو حادث قرار دیا اور کہا کہ میں ذات باری کو ایسی صفت سے موصوف نہیں مانتا جس کا اطلاق بندوں پر ہوتا ہو۔
- iv. اسی طرح کلام باری تعالیٰ کو بھی حادث قرار دیکر کہا کہ اللہ تعالیٰ متکلم نہیں ہے۔^۷
- v. جہمیہ کے ہاں ایمان صرف تصدیق قلب کا نام ہے اگرچہ ظاہری طور پر کفریہ اعمال صادر ہوں۔^۸
- vi. جہمیہ کے ہاں اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بھی صفت کا اقرار کرنا مقرر کے حق میں باعث کفر ہے اگرچہ نصوص سے ثابت ہو۔^۹

فرقہ معتزلہ کا تعارف:

معتزلہ نے اپنا نام اہل عدل و توحید رکھا ہے اور توحید سے مراد صفات الہیہ کی نفی کا اعتقاد ہے اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ ثبوت صفات تشبیہ کو لازم ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے وہ مشرک ہے، صفات کی نفی میں معتزلہ جہمیہ کے موافق ہیں جبکہ اہل سنت اشاعرہ و ماتریدیہ نے توحید کی تفسیر تشبیہ اور تعطیل کی نفی کے ساتھ کی ہے۔ معتزلہ کے اہم عقائد میں سے وعد و وعید اور تقدیر ہے البتہ جس نے کہا کہ قرآن مخلوق نہیں اور تقدیر کا عقیدہ اپنایا اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا قائل ہوا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وہ صفات جن

کا ذکر نصوص میں ہے اُن کو ثابت مانا اور یہ اقرار کیا کہ مرتکب کبیرہ اس ارتکاب کی وجہ سے ایمان سے نہیں نکلتا تو وہ معتزلی نہیں ہے اگرچہ باقی باتوں میں اُن کے موافق ہو۔¹

معتزلہ کے عقائد کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے:

- i. توحید۔
- ii. عدل۔
- iii. وعد و وعید۔
- iv. المنزلة بین المنزلتین۔
- v. امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

توحید سے مراد یہ ہے کہ "اقدام" کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا وصف ذاتی مانا جائے اور باقی تمام صفات کی تاویل کی جائے اور کہا جائے کہ یہ ذات سے علیحدہ کوئی چیز نہیں، مثلاً: علم، حیات اور قدرت، یعنی ان کا معنی یہ نہیں کہ یہ ذات سے علیحدہ کوئی چیز ہے بلکہ یہ صفات اور معانی اس کی ذات ہی کے ساتھ قائم اور استوار ہیں اور یہ بات ان کی کوئی خاص تشویش کی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ تعبیر کا اختلاف ہے البتہ معتزلہ روایت باری تعالیٰ کا بھی انکار کرتے ہیں اور یہ انکار روایت ان کے ہاں توحید کا تقاضا ہے اور اسی طرح توحید کے تصور میں یہ بھی داخل ہے کہ تشبیہ کی پوری نفی کی جائے اور کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت، مکان، صورت، جسم، انتقال، تیز، تغیر اور تاثیر کی ہر نوعیت سے پاک ہے۔"

"عدل" سے ان کا مطلب ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ذات ہے اس لیے اس سے کسی فتنج فعل کا صدور ممکن ہی نہیں اور اسی طرح اس کے لطف و حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیشہ مصالح عباد کا خیال رکھے۔

"وعد و وعید" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن نیکیوں پر صلہ و اجر عطاء کرنے کی خوشخبری سنائی ہے اس کو وہ ضرور پورا کرے گا اسی طرح جن گناہوں پر اس نے عذاب کی دھمکی دی ہے اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہے اور کسی شخص کو توبہ کے بغیر معافی نہیں دی جائے گی۔

"المنزلة بین المنزلتین" کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ٹھہرتا ہے تو وہ نہ تو صحیح معنوں میں مؤمن ہے اور نہ ہی صحیح معنوں میں کافر کیونکہ عدم توبہ کی صورت میں اس کا ٹھکانہ ابدی جہنم ہے اور جب تک یہ اسلامی معاشرہ میں مسلمانوں کی حیثیت سے رہ رہا ہے اسے لامحالہ اسلامی معاشرہ کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اس لیے اس کی حیثیت گویا بین بین کی ہے نہ پورا مؤمن اور نہ پورا کافر۔

"امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان از روئے دین مکلف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائے اور اسی طرح منکرات کی روک تھام میں اپنی ممکنہ طاقت کا استعمال کرے۔"

کتاب التوحید کی روشنی میں فرقہ جہمیہ و معتزلہ کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف:

کتاب التوحید میں امام بخاریؒ کا اصل ہدف فرقہ جہمیہ و معتزلہ ہے باقی فرقوں کے عقائد کا تذکرہ کہیں آیا بھی ہے تو ضمناً اور ثانوی حیثیت سے کیونکہ اصل میں منکرین صفات اور الہیات میں نقلیات کو چھوڑ کر عقلیات کو سامنے لانے والے یہی دو فرقے تھے۔

کتاب التوحید کا پہلا باب:

امام بخاریؒ نے کتاب التوحید میں پہلا باب یہ ذکر کیا ہے:

"باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك

اسمائہ و تعالیٰ جده" ۱۳

اس ترجمہ الباب میں امام بخاریؒ نے جہمیہ کے اس عقیدہ کا رد کیا ہے کہ معرفت باری تعالیٰ واجب عقلی ہے واجب شرعی نہیں، جبکہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ معرفت باری تعالیٰ اگر واجب عقلی ہے تو پھر انبیائے کرام کو کیوں بھیجا گیا اور ان کا اپنی امتوں کو توحید کی طرف بلانے کی ضرورت کیا تھی۔

ترجمہ الباب سے دوسرا مقصود جہمیہ پر رد ہے کیونکہ ان کے ہاں ذات باری تعالیٰ کے لیے جسم کا ہونا ممنوع ہے اس لیے کہ جسم لغت میں بہت سی چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔"

باب قوله تعالى: كل شيء هالك الا وجهه:

ترجمہ الباب سے اس بات پر استدلال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک چہرہ ہے جو باری تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے۔ تشریح میں ابن بطالؒ لکھتے ہیں:

"یہ نہیں کہ وہ چہرہ اللہ ہی ہے اور نہ یہ کہ وہ چہرہ اللہ کا غیر ہے بخلاف معتزلہ کے اور یہ

کہنا محال ہے کہ چہرہ عضو ہے" ۱۵

باب قوله تعالى: لما خلقت بيدي:

اس ترجمہ الباب کے نیچے امام بخاریؒ نے وہ احادیث مبارکہ ذکر کی ہیں جس میں امت کے کبیرہ گناہ والوں کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ثابت ہوتی ہے اور یہ رد ہے معتزلہ پر کیونکہ انہوں نے شفاعت کا انکار کیا ہے۔ ۱۶

باب قوله تعالى: ولتصنع علي عيني:

اس ترجمہ الباب میں جہمیہ کا رد ہے کیونکہ جہمیہ صفات کا مطلقاً انکار کرتے ہیں اور امام بخاریؒ کا استدلال باری تعالیٰ کے حق میں ثبوت صفت پر دلیل ہے اور یہ صفت مسمیٰ ہے عین کے ساتھ۔ ۱۷ البتہ عین سے وہ آنکھ مراد نہیں جو مخلوق کے حق میں ثابت ہے۔ ۱۸

باب قول الله تعالى: ويحذركم الله نفسه

اس ترجمہ الباب سے مقصود باری تعالیٰ کے لیے نفس اور ذات کا ثبوت ہے اور جہمیہ پر رد ہے اس لیے کہ جہمیہ باری تعالیٰ کے لیے ذات کے قائل نہیں کیونکہ باری تعالیٰ کے متعلق ان کا قول ہے: کہ اللہ تعالیٰ نہ کوئی شیء ہے اور نہ کوئی جاندار۔ ۱۹

استوی علی العرش:

"باب قول الله تعالى وكان عرشه على الماء"

امام بخاری نے اس ترجمہ الباب کے نیچے عرش اور استوی عرش سے متعلق روایات نقل کی ہیں جن میں معتزلہ اور جہمیہ دونوں پر رد ہے جو صفات باری تعالیٰ کے مجازی ہونے پر زور دیتے ہیں۔

ترجمہ الباب کے نیچے احادیث مبارکہ کی شرح میں علامہ عینی فرماتے ہیں کہ علماء نے استوی کے معنی میں اختلاف کیا ہے معتزلہ کے ہاں استوی بمعنی استیلاء، بمعنی قہر اور بمعنی غلبہ کے استعمال ہوتا ہے۔^{۲۰}

اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ صفات متشابہات جس طرح قرآن وحدیث میں بغیر کیفیت کے مذکور ہیں، بعینہ اسی طرح ہمارا ان صفات پر ایمان ہے اور صفات کی کیفیات معلوم کرنا اہلسنت کے ہاں پسندیدہ عمل نہیں ہے بخلاف جہمیہ اور معتزلہ کے جو صفات متشابہات کا انکار کرتے ہیں اور جہمیہ اور معتزلہ کے ہاں وہ لوگ مشبہ ہیں جنہوں نے صفات متشابہات کا اقرار کیا۔^{۲۱}

رؤیت باری تعالیٰ:

"باب قول الله تعالى وجوه يومئذ ناظرة الى ربها ناظرة"^{۲۲}

امام بخاری نے ترجمہ الباب کی آیت کریمہ اور باب میں مذکور احادیث مبارکہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ مسلمان بندہ جنت میں باری تعالیٰ کی رؤیت سے مستفید ہوگا اور یہ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے جس سے معتزلہ پر رد ہے کیونکہ معتزلہ جنت میں رؤیت باری تعالیٰ کے قائل نہیں اور ان کے ہاں "ناظرة، منتظرة" کے معنی میں ہے۔^{۲۳}

اسی ترجمہ الباب کے تحت حدیث کے اس حصے "حتى تلقوا الله ورسوله فإني على الحوض" سے امام بخاری نے رسول اللہ ﷺ کے لیے حوض کو ثابت کیا ہے بخلاف معتزلہ کے جنہوں نے حوض کا انکار کیا ہے۔^{۲۴}

صفت علو کا اثبات:

"باب قول الله تعالى تعرج الملائكة والروح اليه"^{۲۵}

اس باب میں صفت علو کا اثبات ہے اور جہمیہ ہی کی تردید ہے کیونکہ وہ صفت علو کے منکر اور "فی کل مکان دون مکان" کے نظریہ کے قائل تھے۔^{۲۶} اور ان صفات کو ظاہری معانی پر حمل کرتے تھے حالانکہ اس پر واضح دلائل موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور کسی مکان کا محتاج نہیں ہے جو اس میں حلول کرے اور اس میں قرار پائے اس لیے کہ باری تعالیٰ اس وقت بھی موجود تھا جب اُس نے مکان کو پیدا نہیں کیا تھا اور تخلیق مکان کے بعد بھی باری تعالیٰ اسی طرح موجود ہے جس طرح کہ تخلیق مکان سے پہلے موجود تھا۔^{۲۷}

باب قوله تعالى: انما قولنا لشيء

ترجمہ الباب سے امام بخاری کا مقصود معتزلہ پر رد ہے جس کی وضاحت میں ابن بطال رقم طراز ہیں:

"معتزلہ کا یہ قول: کہ اللہ تعالیٰ کا وہ حکم جو اس کا کلام ہے وہ مخلوق ہے چنانچہ امام بخاری

نے چاہا کہ آپ جان لیں کہ اللہ کا امر جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائے اُس چیز کو اس کا کہنا ہے تو وہ چیز ہو جاتی ہے اُس کو امر کرنے کی وجہ سے اور باری تعالیٰ کا حکم اور اس کا قول ایک ہی معنی میں ہیں^{۲۸}

باب قوله تعالى: فلاتجعلوا لله أنداد

ترجمہ الباب میں جہمیہ اور معتزلہ دونوں پر رد ہے اس لیے کہ جہمیہ کے ہاں بندہ کا اپنے افعال میں اصلاً کوئی اختیار نہیں اور معتزلہ کے ہاں بندہ کے افعال میں باری تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں۔ اور یہ دونوں غلط نظریات ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ باری تعالیٰ تمام افعال کا خالق ہے اور بندہ اُن افعال کا کاسب ہے اور یہی اشاعرہ یعنی اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے۔^{۲۹}

باب في المشية والارادة

ترجمہ الباب سے مقصود اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادے کا اثبات ہے اور یہ دونوں ایک ہی معنی کے دو مترادف نام ہیں اور یہ رد ہے معتزلہ پر کیونکہ امام بخاریؒ نے ارادہ کو ذات باری تعالیٰ کی صفت قرار دیا ہے اور معتزلہ کے ہاں یہ صفت نہیں بلکہ افعال باری تعالیٰ کے اوصاف ہیں جو مخلوق ہیں۔^{۳۰}

باب قوله تعالى: ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين

ترجمہ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے متکلم ہونے کو ثابت کرنا ہے اور یہ رد ہے جہمیہ اور معتزلہ پر جو باری تعالیٰ کے متکلم ہونے قائل نہیں ہیں، اور معتزلہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے نہ ماضی میں کلام کیا تھا اور نہ مستقبل میں کلام کرے گا۔^{۳۱}

کلام باری تعالیٰ کے ثبوت پر ابواب:

جہمیہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ باری تعالیٰ کے کلام کے منکر تھے امام بخاریؒ نے ان پر رد کرتے ہوئے چار ابواب قائم کیے ہیں:

I. "باب كلام الرب مع اهل الجنة"^{۳۲}

II. "باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله"^{۳۳}

III. "باب كلام الرب عز وجل يوم القيامة مع الانبياء وغيرهم"^{۳۴}

ترجمہ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود جہمیہ پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ کلام باری تعالیٰ کے منکر تھے۔^{۳۵}

IV. "باب كلام الرب مع جبرئيل ونداء الله الملكة"^{۳۶} اس باب میں جو روایات نقل کی ہیں ان سے صرف کلام رب مع

جبرئیل ثابت ہوتا ہے اس میں ایسی کوئی روایت نہیں جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا دوسرے ملائکہ سے کلام ثابت ہوتا ہو، لیکن امام بخاریؒ چونکہ کلام باری تعالیٰ ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں اس لیے ترجمہ الباب میں "ونداء الله الملكة" کا اضافہ کیا ہے۔

باری تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونا:

جہیہ اور معتزلہ کے عقائد میں ایک اور عقیدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رب کریم کے ہم کلام ہونے کا انکار تھا اس لیے اس پر الگ باب قائم کیا ہے:

"باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ تکلیما" ۳۷

امام بخاریؒ کا مقصود ترجمۃ الباب سے کلام باری تعالیٰ کے اثبات اور اس کے متکلم ہونے کے اثبات پر دلیل پیش کرنا ہے اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بغیر واسطے اور بغیر ترجمان کے کلام کیا ہے۔ ۳۸

باب قوله تعالیٰ: وما كنتم تستترون أن يشهد عليكم

امام بخاریؒ کا مقصود اس باب سے خدا تعالیٰ کی سماعت کو ثابت کرنا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ سننے والا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سماعت کے ساتھ سننے والا ہو، جس طرح جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جاننے والا ہے تو وہ علم کے ساتھ جاننے والا ہے بخلاف معتزلہ کے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا ہے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سماع کا معنی یہ ہے کہ وہ سنی ہوئی باتوں کو سننے والا ہے۔ ۳۹

باب قوله تعالیٰ: كل يوم هوفى شأن

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے وصف کلام کہ یہ مخلوق ہے اور وصف کلام کہ یہ حادث ہے، دونوں کے درمیان فرق کرنا ہے تو کلام کے خلق سے متصف ہونے کو محال قرار دیا اور حادث کے ساتھ متصف ہونے کو جائز قرار دیا اس آیت کریمہ پر اعتماد کرتے ہوئے "مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٍ" اور یہ بعض معتزلہ اور بعض اہل ظواہر کا مذہب ہے، لیکن یہ مذہب بنی برخطا ہے کیونکہ جس ذکر کو آیت کریمہ میں احداث کے ساتھ موصوف کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نفس کلام نہیں۔ ۴۰

وزن اعمال:

امام بخاریؒ کتاب التوحید کے آخری باب میں جہیہ و معتزلہ کے مشترکہ عقیدہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"باب قول اللہ تعالیٰ ونضع الموازين القسط ليوم القيامة وان اعمال بنى آدم

وقولهم توزن" ۴۱

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود معتزلہ پر رد ہے کیونکہ معتزلہ وزن اعمال کے منکر ہیں اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قیمت کے دن بندوں کے اعمال تولے جائیں گے معتزلہ نے دراصل میزان کا انکار کیا ہے اور ان کے ہاں میزان سے مراد عدل و انصاف ہے۔ ۴۲

اس باب میں جہیہ اور معتزلہ کے پورے بنیادی ڈھانچے پر رد ہے جس میں مندرجہ ذیل تین مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

I. اعمال تولے جائیں گے اگر نیکیاں بڑھ گئیں تو چند کبار کی وجہ سے آدمی جہنم میں نہیں جائے گا۔

II. دوسری بات یہ کہ اگر صرف یہ دو کلمے "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" اتنے وزنی ہو سکتے ہیں کہ میزان عمل

میں نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کریں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ باری تعالیٰ کا معاملہ وعد و وعید کا نہیں بلکہ رحمت کا ہے یہ

معتزلہ کے عقیدہ عدل پر رد ہے۔

III. تیسری بات یہ کہ اگر عقل کے خلاف ہوتے ہوئے بھی اعمال تو لے جاسکتے ہیں تو ایمان و اسلام کا پورا ڈھانچہ عقلی بنیادوں پر استوار کرنا کہاں ٹھیک ہوگا۔

خلاصہ بحث:

امام بخاریؒ نے کتاب التوحید میں کلامی مسائل سے متعلق آثار و نصوص کو جمع کیا ہے جن میں علم کلام سے متعلق بہت سے مسائل کو ذکر کیا ہے۔ اُن کلامی مباحث میں سے ایک اہم بحث فرق کلامیہ سے متعلق امام بخاریؒ کا موقف ہے اور امام بخاریؒ نے کلامی فرقوں میں سے جہمیہ اور معتزلہ کے عقائد پر کھل کر رد کیا ہے جس کے لیے قرآن و حدیث کے نصوص سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً! صفاتِ باری تعالیٰ کے ثبوت پر دلائل کو جمع کیا ہے اور یہ جہمیہ اور معتزلہ دونوں پر رد ہے جنہوں نے ثبوتِ صفات کا انکار کیا ہے۔ اسی طرح کلامِ باری تعالیٰ اور روایتِ باری تعالیٰ کے ثبوت پر دلائل پیش کیے ہیں اور یہ بھی رد ہے ان صفات کے منکرین پر جو جہمیہ اور معتزلہ ہے۔

اسی طرح قیامت کے دن اعمال کے وزن ہونے پر دلائل کو جمع کیا ہے جو رد ہے معتزلہ پر جنہوں نے وزن اعمال کا انکار کیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

¹ اغنیان، عبداللہ بن محمد، شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری، مکتبۃ الدار، مدینہ منورہ، ط ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص ۲۶۔

² عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، أبو الفضل، الشافعی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ج ۱۳، ص ۳۴۴۔

³ عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱۳، ص ۳۴۴۔

⁴ کرمانی، محمد بن یوسف، شمس الدین، الکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث، بیروت، ط ۱۴۰۱ھ، ج ۲۵، ص ۹۵۔

⁵ عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱۳، ص ۳۴۵۔

⁶ بخاری، محمد بن اسماعیل، خلق أفعال العباد، دار المعارف، ریاض، ص ۲۹۔

⁷ بغدادی، عبدالقادر بن طاہر، الفرق بین الفرق و بیان الفرقۃ الناجیۃ، دار الآفاق، بیروت، ط ۱۹۷۷ء، ج ۲، ص ۱۹۹۔

⁸ شہرستانی، أبو الفتح محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل، مؤسسۃ الجلی، ج ۱، ص ۱۴۱۔

⁹ شیبانی، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، الرد علی الجہمیۃ والزنادقۃ، دار الثبات، ط ۱۹۶۱ء، ج ۱، ص ۹۶۔

¹⁰ عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱۳، ص ۳۴۴۔

¹¹ دمشقی، شمس الدین محمد بن علی، مفاتیح الحلال فی حوادث الزمان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱۴۱۸ھ، ج ۱، ص ۷۹۔

¹² شہرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل، ج ۱، ص ۵۱۳۔

¹³ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الطاف اینڈ سنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ج ۴، ص ۲۰۶۶۔

- ١٣ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، دار النشر، رياض، ط ٢، ١٢٢٣هـ، ج ١٠، ص ٢٠٢-.
- ١٥ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٢٣١-.
- ١٦ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٢٣٤-.
- ١٧ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٢٣٢-.
- ١٨ اغنيان، عبداللہ بن محمد، شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، ج ١، ص ٢٨٩-.
- ١٩ حمزة محمد قاسم، منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، مكتبة دار البيان، دمشق، ١٤١٠هـ، ج ٥، ص ٤٣-.
- ٢٠ عيني، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار احياء التراث، بيروت، ج ٢٥، ص ١١١-.
- ٢١ عسقلاني، أحمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج ١٣، ص ٢٠٤-.
- ٢٢ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢٠٨٣-.
- ٢٣ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٢٦٠-.
- ٢٤ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٢٦٦-.
- ٢٥ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢٠٨٢-.
- ٢٦ ياسر قاضي، مقالات الجهم بن صفوان واثره في الفرق الاسلامية، اضواء السلف، ط ١، ١٤٢٦هـ، ص ٩٢-.
- ٢٧ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٥٣-.
- ٢٨ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٤٦-.
- ٢٩ عيني، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج ٢٥، ص ٤٤١-٤٤٦-.
- ٣٠ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٤٤٤-.
- ٣١ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٢٨٤-.
- ٣٢ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢١١٢-.
- ٣٣ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢١٠٥-.
- ٣٤ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢١٠٩-.
- ٣٥ حمزة محمد قاسم، منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، ج ٥، ص ٤٦-.
- ٣٦ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢١٠٣-.
- ٣٧ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٣، ص ٢١١١-.
- ٣٨ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٥٠٨-.
- ٣٩ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٥٢٣-.
- ٤٠ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٥٢٥-.
- ٤١ بخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، ج ٩، ص ٣٨٠-.
- ٤٢ ابن بطلال، ابوالحسن علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، ج ١٠، ص ٥٥٩-.